قرآن مجید کے غلط وَ گستاخانہ تراجم

(علمائے اہل سُنّت وجماعت اور وہابیوں کے غلط وگستاخانہ تراجم کا تقابلی جائزہ)

بفیضِ نظـــر

حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

مرتبہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی٬ یادگارِ رازی٬ مفتی سوادِ اعظم٬ تاجدارِ اہلسنت٬ امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : قرآنِ مجید کے غلط و گستاخانہ تراجم کا جائزہ
مرتبہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی
تصحیح ونظرِ ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی
ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)
اشاعت اُول : فبروری ۲۰۰۹ تعداد : ۵۰۰۰ (پانچ ہزار)
قیمت: 20 روپے

قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر

کنزالایمان	امام اہلسنت اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی
معارف القرآن	مخدوم الملت حضور محدث اعظم علامہ سید محمد اشرفی جیلانی
تفسیر اشرفی (پارہ اول)	مخدوم الملت حضور محدث اعظم علامہ سید محمد اشرفی جیلانی
تفسیر اشرفی	تاجدار اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
البیان	غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی
خزائن العرفان	مفسر اعظم صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین اشرفی مرادآبادی
نورالعرفان	حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی
تفسیر نعیمی	حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی
تفسیر ضیاء القرآن	ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری
جمال القرآن (انگریزی)	ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری
تفسیر تبیان القرآن	شارح مسلم شریف حضرت علامہ غلام رسول سعیدی
تفسیر ابن کثیر	امام حافظ عماد الدین ابن کثیر (ترجمہ متن: ضیاء الامت)
تفسیر مظہری	حضرت علامہ قاضی محمد ثناءاللہ پانی پتی (ترجمہ متن: ضیاء الامت)
تفسیر روح البیان	امام اسمٰعیل حقی ترکی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر الحسنات	حضرت ابوالحسنات سید احمد قادری رضوی اشرفی
تفسیر نبوی	حضرت علامہ نبی بخش حلوانی
تفسیر رضوی	حضرت علامہ غلام رسول رضوی
عرفان القرآن	پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد طاہر القادری
تفسیر سورۂ الم نشرح	تاج العلماء علامہ نقی علی خان بریلوی علیہ الرحمہ
تفسیر سورۂ والضحیٰ	تاجدار اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
تفسیر اٰیہ رحمۃ للعالمین	تاجدار اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی
تفسیر اٰیہ خاتم النبیین	تاجدار اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

دورِ حاضر میں اُردو کے شائع شدہ ترجموں میں اہل سُنّت وجماعت کے یہ تراجم، قرآنِ کریم کا صحیح ترجمہ ہونے کے ساتھ ساتھ تفاسیر معتبرہ وقدیمہ کے مطابق ہیں۔ اہل تفویض کے مسلک اسلم کے عکاس ہیں اصحابِ تاویل کے مذہب سالم کے مؤید ہیں زبان کی روانی وسلاست میں بے مثل ہیں۔ عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک ہیں۔قرآن کریم کے اصل منشاء ومراد کو بتاتے ہیں۔آیات ربّانی کے انداز خطاب کو پہچنواتے ہیں۔قرآن کریم کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ قادر مطلق کی رِدائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دَھبّہ لگانے والوں کے لئے شمشیر براں ہیں۔ حضرات انبیاء کی عظمت وحرمت کے محافظ ونگہبان ہیں۔عامہ مسلمین کے لئے حقائق ومعرفت کا امنڈتا سمندر ہیں۔ بس اتنا سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادر مطلق جلّ جلالہ کا مقدس کلام ہے اور علمائے اہل سُنّت کے یہ تراجم اس کے مہذب ترجمان ہیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ یہ تراجم اُن کے پیش کردہ ہیں جو عظمتِ مصطفیٰ کے علم بردار، تائید رحمانی کے سرمایہ دار، انوار ربّانی کے حامل، حقائق قرآن کے ماہرین اور دقائق قرآن کے عارفین ہیں۔

قرآن مجید کے غلط و گستاخانہ تراجم:

بد مذہب وہابیوں (نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین، مودودی جماعت اسلامی، دیوبندیوں) کے قرآنی تراجم کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوگی کہ انہوں نے قرآن مجید کے معانی ومفاہیم کی تشریح اسلامی قوانین واُصول سے ہٹ کر اور منشاءِ خداوندی کے بجائے ہوائے نفسانی کے مطابق کرنے کی جرأت کی ہے۔ ان دَریدہ دہنوں کی ناپاک جسارت کا نقطہ عروج یہ ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کے اندر بھی تحریف معنوی سے دریغ نہیں کیا اور قرآنی آیات کی ایسی تفسیر وتشریح کر ڈالی جو اُن کے سیاق وسباق کے مغائر، منشاء خداوندی کے خلاف اور جمہور مفسرین کی آراء کے متحارب ہیں۔ اُن کے معانی اپنی مرضی سے بیان کر کے اپنے مخصوص گمراہ کن عقائد کو ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ ستم ظریفی یہ کہ پورا قرآن جو نعتِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والسلام کا حسین ومشکبار گلدستہ ہے اُس کی آیتوں کا ایسا ترجمہ کر دیا جس سے اہانتِ رسول کی بُو آتی ہے۔

اگر کسی کے پاس گستاخِ رسول، وہابی دیوبندی، غیر مقلد، شیعہ اور قادیانی کا ترجمہ قرآن ہو تو علمائے اہل سُنّت و جماعت کے تراجم قرآن کی مدد سے تقابلی مطالعہ کر کے خوفِ خدا اور حُبِّ رسول کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے ضمیر کا احتساب کریں اور ایسے گمراہ کن ترجموں کا بائیکاٹ کر کے اپنے دِین وایمان کا تحفظ کریں۔

نام نہاد اہلحدیث غیر مقلدین نے تقیہ وفریب کا سہارا لے کر خود کو سلفی، محمدی اور اہل سُنّت و جماعت کے عقائد کے موافق ظاہر کرتے ہوئے حکومتِ سعودی عرب کی دولت سے غیر مقلد جونا گڑھی کا ترجمہ شائع کروایا ہے۔ یہ ترجمہ بہت ہی گستاخانہ ہے۔

اس مقام پر چند ترجمے بطور نمونہ نقل کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں تا کہ آپ بخوبی اندازہ کر لیں کہ یہ مترجمین، مطالبِ قرآن کی وضاحت اور منشاء ہدایت کو ادا کرنے والی برجستہ و برمحل تعبیر پیش کرنے میں کس درجہ ناکام رہے ہیں:

(۱) ﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ﴾ (الفاتحہ/۵)

'بتلا دیجئے ہم کو راستہ سیدھا'	(اشرف علی تھانوی دیوبندی)
'ہمیں سچی اور سیدھی راہ دِکھا'	(غیر مقلد جونا گڑھی)
'ہمیں سیدھا راستہ دِکھا'	(ابوالاعلیٰ مودودی' جماعت اسلامی)
'بتلا ہمیں راہ سیدھی'	(محمودالحسن دیوبندی)
'دِکھا ہمیں راہ سیدھی'	(شاہ رفیع الدین)
'ہم کو دین کا سیدھا راستہ دِکھا'	(غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

یہ ترجمہ وہی تو کرے گا جسے ابھی تک سیدھا راستہ معلوم نہ ہو سکا۔ اور اگر اُسے سیدھا راستہ بتا دیا جائے تو کیا وہ خود ہی سے سیدھے راستے پر پہنچ جائے گا؟

جب ہم اسلام پر ہوتے ہوئے خدا سے دُعا کریں گے تو یوں کہنا کہ 'دِکھا ہم کو سیدھا راستہ' یا 'دِکھا ہم کو راہ سیدھی' کے کیا معنی ہوں گے؟ ہمارا اسلام پر ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ہمیں اپنے کرم سے سیدھا راستہ دِکھا چکا۔ ہاں البتہ یہ دُعا کرنا کہ اب ہمیں اس سیدھے راستہ پر 'چلا' بھی۔ تاکہ ہم منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ (تفسیر اشرفی)

اب ایسے مترجمین کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں جو سیدھا راستہ پا چکے ہیں :

(☆) 'ہم کو سیدھا راستہ چلا' (کنزالایمان' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

(☆) 'چلا ہم کو راستہ سیدھا' (معارف القرآن' حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی علیہ الرحمہ)

یا اللہ ! ہمارا چلنا کیا اور ہم چل ہی کیا سکتے ہیں' بس اپنے کرم سے (چلا ہم کو) اس (راستہ) پر جو تجھ تک پہنچتا ہے۔ موجود بھی ہے۔ بالکل (سیدھا) بھی ہے۔

(۲) ﴿اَللّٰهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ﴾ (البقرۃ/۱۵)

اس آیت کا ترجمہ غیر مقلد اور دیوبندی مترجمین یہ کرتے ہیں۔

'اللہ اُن سے ٹھٹھا کرتا ہے'	(غیر مقلد سَر سید)
'اللہ اُن کو بناتا ہے'	(غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

'اللہ جل شانہ اُن سے دل لگی کرتا ہے'	(غیر مقلد نواب وحید الزماں)
'اُن منافقوں سے خدا ہنسی کرتا'	(فتح محمد جالندھری)
'اللہ ہنسی اُڑاتا ہے اُن کی'	(مرزا حیرت)
'اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے'	(محمود الحسن دیوبندی)
'اللہ تعالیٰ بھی اُن سے مذاق کرتا ہے'	(غیر مقلد جونا گڑھی)

اگر دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین کو تائید ربّانی حاصل ہوتی اور اُن کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا سچّا تصور ہوتا تو وہ اس سبوح وقدوس کے حق میں دل لگی' بنانا' ٹھٹھا کرنا' ہنسی باز...... وغیرہ بازاری محاورے ہرگز استعمال نہ کرتے۔ یہ جاننا کہ رب العزت جلّ جلالہ کی بارگاہ عظمت ٹھٹھا کرنے وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔

عظمت وجلالِ الٰہی کے آگے سر جُھکانے والے جواب دیں' بدمذہب وہابیوں کے ترجے منشاء خداوندی کے مطابق ہیں یا علمائے اہل سُنّت و جماعت کے یہ ترجمے :

(☆) 'اللہ اُن سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے) (کنزالایمان)

(☆) 'اللہ خود ذلیل کرتا ہے اُنھیں'۔ (معارف القرآن)

(۳) ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ﴾ (البقرۃ/۱۴۳)

'جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس کے لئے تھا کہ ہم کو (یعنی اللہ کو) معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ ﷺ کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے'۔ (اشرف علی تھانوی)

آیت مذکور بالا میں **لنعلم** کا ترجمہ دیگر مترجمین نے یہ کیا ہے:

'ہم جان لیں'	(غیر مقلد سَر سید)
'ہم معلوم کرلیں'	(غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)
'ہم جان لیں'	(غیر مقلد جونا گڑھی)

دیکھئے ان مترجمین نے عربی اردو ڈکشنری میں **العلم** کا ترجمہ جاننا پڑھا تھا اس کے مطابق آیت میں **لنعلم** کا ترجمہ ہم کو یعنی اللہ کو معلوم ہو جائے' لکھ دیا لیکن بصیرت ایمانی سے محرومی کے باعث اتنا نہ سوچ سکے کہ 'معلوم ہو جائے' کا محاورہ اُس کے لئے استعمال کیا جائے گا جس کو پہلے معلوم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا ازلی و ابدی طور پر عالم ہے تو پھر اُس کے حق میں معلوم ہو جائے کا کیا معنیٰ ؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ قرآن کے لئے صرف عربی دانی کام نہیں دے سکتی بلکہ اُس کے ساتھ خود قرآن کے مخصوص انداز و محاورے کو پہچاننا' آیات محکمات و متشابہات میں امتیاز کرنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب والشہادہ ماننے والو جواب دو کہ ان ترجموں کو دیکھ کر کیا اہل سُنّت و جماعت کے ایسے ترجموں کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی ہے جس پر خدائی نوازشیں بطور خاص سایہ گستر ہوں؟

(☆) 'اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ <u>دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے</u> (اور) کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ (کنزالایمان)

(☆) اور ہم نے نہیں بنایا تھا اس قبلہ کو جس پر تم تھے مگر اس لئے کہ <u>الگ معلوم کرا دیں جو غلامی کرے رسول کی</u> اُن سے جو اُلٹے پاؤں لوٹے۔ (معارف القرآن)

(۴) ﴿**وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ**﴾ (البقرۃ/۱۴۵)

'اور اگر آپ اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے اُن کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو <u>آپ کے لئے اللہ کی گرفت</u> کے مقابلے میں نہ کوئی یار ہو گا نہ مددگار' (عبدالماجد دریابادی)

'اور اے پیغمبر اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آ چکا ہے اُن کی خواہشوں پر <u>چلے تو پھر خدا کے غضب</u> سے بچانے والا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار' (فتح محمد جالندھری)

'اور اگر آپ اُن کے (اُن) نفسانی خیالات کو اختیار کر لیں (اور وہ بھی) آپ کے پاس علم (وحی) آئے پیچھے تو یقیناً آپ <u>ظالموں میں شمار</u> ہونے لگیں' (اشرف علی تھانوی)

'(اور یاد رکھو) اگر تو باوجود (جان لینے کے بھی) اُن کی خواہش پر چلا تو بیشک تو بھی اس وقت بے انصاف ثابت ہوگا' (غیر مقلد ثناءاللہ امرتسری)

'اور اگر آپ باوجود یکہ آپ کے پاس علم آچکا پھر بھی اُن کی خواہشوں کے پیچھے لگ جائیں تو بالیقین آپ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں گے' (غیر مقلد جوناگڑھی)

نبی معصوم جن کی نسبت سے قرآنی صفحات بھرے ہیں۔ حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین شفیع المذنبین نبی کریم ﷺ روف رحیم کے ہزار لقب اور صفاتی نام ہیں جن کو طٰہٰ یٰسٓ۔ مُزمل مدثر جیسے القاب وآداب دیئے گئے۔ جنہیں رب تعالیٰ نے کہیں نام لے کر یا احمد' یا محمد کہہ کر نہیں پکارا' جہاں پکارا پیارے القاب سے پکارا جیسے ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ ﴾ ﴿یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ ﴾ ﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُزمِلُ ﴾ ﴿یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِرُ ﴾ ...... اچانک اس قدر تنبیہ (ڈانٹ ڈپٹ) کے کلمات سے اللہ تعالیٰ اُن کو مخاطب؟ سیاق وسباق سے بھی کسی تہدید کا پتہ نہیں چلتا......لہٰذا مترجم کو چاہئے کہ کھوج لگائے نہ یہ کہ براہ راست کلمات کا ترجمہ کردے۔ جو بات رسول معصوم کی عصمت کے خلاف ہے وہ کیسے (امکانی طور پر بھی) اُن کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے۔

عشاقِ رسول (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند) نے اس کی تحقیق فرمائی اور تفسیر خازن کی روشنی میں ترجمہ فرمایا کہ مخاطب اے سامع ہے نہ کہ نبی معصوم ﷺ۔ اور اسی طرح کتب معانی وبیان میں بھی اس بات کی تصریح ہے۔ غیر مقلد اور دیوبندی تراجم میں بعض مترجمین نے خاصی حاشیہ آرائی کی ہے مگر کسی مترجم کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غور کرے ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ حضور ﷺ کی شان میں کیوں کہے جارہے ہیں؟ جب کوئی وجہ نہیں تو مخاطبت اللہ کے محبوب سے خاص نہیں بلکہ ہر سُننے والے سے خطاب ہے۔

(☆) 'اور (اے سُننے والے کسے باشد) اگر تو اُن کی خواہشوں پر چلا۔ بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اُس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا' (کنزالایمان)

(☆) 'اور اگر کوئی تمہارا ہو کر پیروی کرے اُن کی خواہشوں کی' بعد اس کے کہ آیا تمہارے پاس علم' تو بیشک وہ تمہارا اس صورت میں حد سے بڑھ جانے والوں سے ہے' (معارف القرآن)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند علیہما الرحمہ کے ترجمے گستاخیوں اور غلطیوں سے مبرّا اور شانِ الوہیت اور عظمتِ رسالت کے ترجمان ہیں۔

(۵) ﴿وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾ (البقرۃ/۱۷۳)

'اور جس پر نام پُکارا اللہ کے سوا کا' (شاہ عبدالقادر)

'اور جس جانور پر نام پُکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا' (محمود الحسن دیوبندی)

'اور جو کچھ پُکارا جاوے اُوپر اُس کے واسطے غیر اللہ کے' (شاہ رفیع الدین)

'اور جو جانور غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو' (اشرف علی تھانوی)

'اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پُکارا جائے حرام کر دیا ہے' (فتح محمد جالندھری)

'ہاں **میتہ** مردار اور خون اور گوشت خنزیر اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پُکاری ہو تم پر حرام ہے' (غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری)

'اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پُکارا گیا ہو حرام ہے' (غیر مقلد جوناگڑھی)

جانور کبھی شادی بیاہ' کبھی عقیقہ' ولیمہ' قربانی اور ایصال ثواب (گیارہویں شریف' بارہویں شریف ......) کے لئے نامزد ہوتا ہے۔ غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے نزدیک یہ سب ناموں پر نامزد کیا گیا جانور حرام ہے۔

اب قرآن وحدیث' اقوال صحابہ ومفسرین اور فقہ کی روشنی میں علمائے اہل سُنّت وجماعت کے یہ ترجمے بھی ملاحظہ فرمائیں :

(☆) 'اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پُکارا گیا ہو' (کنزالایمان)

(☆) 'حرام فرمادیا ہے اُس جانور کو جو ذبح کیا گیا غیر اللہ کا نام لیتے ہوئے' (معارف القرآن)

اگر کوئی چیز کسی بندے کی طرف نسبت کی وجہ سے حرام ہوتی ہے تو پھر دُنیا کی کوئی چیز حلال نہیں ہوسکتی۔ ہر چیز حرام ہوگی کیونکہ ہر چیز کی نسبت کسی نہ کسی بندے کی طرف ہوتی ہے لہذا

یونس کے ولیمہ اور عقیقہ کا بکرا' منہاج کی دعوتِ افطار کی مرغیاں' مجتبیٰ کے فدیہ کا بکرا' گیارہویں شریف کا دُنبہ' میلاد شریف کی گائے' فاتحہ کا بکرا......سب حلال ہیں کہ اُن کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔ یہ نسبتیں مقصد کی ہیں اور خرم کا اونٹ' توفیق کی بکری بھی حلال ہے کہ یہ نسبتیں ملکیت کی ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے۔ صرف اُس جانور کا کھانا حرام ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

(٦) ﴿وَلَمَّا يَعْلَمِ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (آل عمران/١٤٢)

'اور ابھی تک اللہ نے نہ تو اُن لوگوں کو دیکھا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں'

(غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

'حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو'

(اشرف علی تھانوی)

'اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں' (محمود الحسن دیوبندی)

'حالانکہ ابھی اللہ نے اُن لوگوں کو تم میں سے جانا ہی نہیں جنھوں نے جہاد کیا'

(عبدالماجد دریابادی)

تائید ربّانی سے محرومی کے باعث یہ نادار مترجمین کتنی بُری طرح ہچکولے کھا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ علیم بذات الصدور ہے۔ دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین نے ترجموں میں شانِ الوہیت اور صفاتِ کمالیہ پر حرف گیری شروع کر دی ہے اور حالات سے ناواقف' جاہل' بے علم اور بے خبر لکھ دیا ہے۔

اپنے کفریات کو قرآن ترجمہ کے پردہ میں چھپاتے ہو اور خدا کے کلام پاک کی ہنسی کراتے ہو۔ (معاذ اللہ)

مسلمانوں کے ایمان کو غارت کر دینے والے ترجموں کو دیکھنے کے بعد علمائے اہل سُنّت و جماعت کے ان ترجموں کو ملاحظہ فرمائیں جو ایمان کو روشنی بخشتے ہیں :

(☆) 'اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی'
(کنزالایمان)

(☆) 'اور ابھی معلوم کرائے گا اللہ انھیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہے اور ابھی معلوم کرائے گا صبر کرنے والوں کو' (معارف القرآن)

(۷) ﴿اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ﴾ (آل عمران/۱۴۴)

' اگر وہ (محمد) مرجائے یا مارا جائے' (غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری)

' تو کیا اگر وہ مرگیا یا مارا گیا' (محمود الحسن دیوبندی)

آپ نے اس ترجمے کی زبان دیکھی۔ یہ وہ اُردو ہے جسے یہ مترجمین خود اپنے لئے یا اپنے کسی مخدوم یا ممدوح کے لئے استعمال کرنا پسند نہ فرمائیں۔ نفس مضمون کی سچائی اپنی جگہ مگر اسلوب بیان بھی تو آخر کوئی چیز ہے۔...... کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر ہمارے کسی اُستاد محترم یا مرشد گرامی کا تذکرہ چھڑ جائے تو ذہن سے پھول جھڑنے شروع ہو جائیں۔ محترم اور باادب الفاظ کا سیل رواں جاری ہو جائے' جو رُوکے نہ رُکے۔ غرض اس موقع پر اپنے اور مخاطبین کے دل میں 'مذکور' کی بابت ادب واحترام کا کتنا لحاظ اور پاس درکار رہتا ہے ...... مگر افسوس کہ جب بات افصح العرب کی ہو' لفظوں کو توقیر بخشنے والے کی ہو' تو ہم عرب کے بدوؤں کا لہجہ اختیار کرلیں اور اسے بے محابا اور بے تکلف استعمال کریں ! اس عظیم المرتبت ہستی کی بابت **راعنا** اور **انظرنا** کے فرق کو بھول جائیں اور طرہ یہ کہ مترجم قرآن کہلائیں؟ خود قرآن سے صاحبِ قرآن کی بے ادبی کی جھوٹی سند لائیں !

اگر قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کردیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی' کہیں شانِ الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شانِ انبیاء میں۔ اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا' چنانچہ غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے تراجم پر غور کریں تو تمام مترجمین نے قرآنی لفظ کے اعتبار سے براہ راست اُردو میں ترجمہ کیا ہے...... مگر...... اس کے باوجود وہ تراجم کانوں پر گراں ہیں...... اور اسلامی عقیدے کی رُو سے مذہبی عقیدت کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔

ایک تو یہ تھا انداز ترجمہ جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ دوسرے طرف دیکھئے تو بارگاہ رسالت کا ادب واحترام ایک ایک لفظ سے ظاہر ہوتا نظر آئے گا، ملاحظہ ہو :

(☆) 'تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں' (کنزالایمان)

(☆) 'اگر وہ انتقال کریں یا شہید کردئے جائیں' (معارف القرآن)

سچ بتایئے کہ ان ہر دو اندازوں میں کونسا انداز عقل ونقل کے معیار پر پورا اُترتا ہے۔

(۸) ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ (النساء/۱۴۲)

'منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی اُن کو دغا دے گا' (محمود الحسن)

'اور اللہ فریب دینے والا ہے اُن کو' (شاہ رفیع الدین)

'خدا ہی اُن کو دھوکہ دے رہا ہے' (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

'وہ اُن کو فریب دے رہا ہے' (غیر مقلد نواب وحید الزماں)

'بیشک منافق اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے' (ابوالاعلی مودودی)

ان تراجم کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ دَغابازی کرنے والوں کو دغا دے گا' فریب دینے والوں کو فریب دے رہا ہے اور یہ کہ اُس نے دھوکہ بازی کرنے والوں کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔ دغابازی' فریب اور دھوکہ جیسے غیر مہذب اور مکروہ الفاظ کسی بھی طرح اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔............ یہ اور اس قبیل کے دیگر تراجم سے مجھے ادب الوہیت' مضروب نظر آتا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ کوئی بھی دشمنِ خدا' اللہ کو دھوکہ میں نہیں ڈال سکتا اور نہ ہی اُسے دغا وفریب دے سکتا ہے۔ ہاں البتہ وہ اپنے تئیں دھوکہ دینے کی کوشش کرسکتا ہے۔ دھوکہ' دغا اور فریب کسی بے خبر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ دراصل اس آیت میں منافقوں کی اسی سعی لاحاصل کا بیان تھا جسے ترجمہ کرتے وقت ظاہر کرنا اور کھولنا مترجم کی ذمہ داری تھا مگر آپ نے دیکھا کہ مذکورہ مترجمین اس میں ناکام ہوگئے ہیں۔

اب علمائے اہل سُنّت و جماعت کے ایمان افروز ترجمے ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا' (کنزالایمان)

(☆) بے شک منافق دھوکہ دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور وہ دھوکہ کا بدلہ دینے والا ہے' (معارف القرآن)

تفاسیر قرآن کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ ان ترجموں میں آیت کا مکمل مفہوم نہایت محتاط طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ لفظی ترجمے نہیں بلکہ تفسیری ترجمے ہیں۔

(۹) ﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف/۵۴)

'پھر قائم ہوا تخت پر'	(عاشق الٰہی میرٹھی)
'پھر قرار پکڑا اُوپر عرش کے'	(شاہ رفیع الدین)
'پھر بیٹھا تخت پر'	(شاہ عبدالقادر)
'پھر تخت پر چڑھا'	(غیر مقلد نواب وحیدالزماں)
'پھر عرش پر قائم ہوا'	(غیر مقلد جوناگڑھی)

قرآنی لفظ **'استوی'** کا ترجمہ کرنے کے لئے اُردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ لفظی ترجمہ کر کے مترجم شرعی گرفت سے اپنے کو محفوظ کر سکے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے بلفظہ ترجمہ فرمایا ہے:

(☆) 'پھر عرش پر **استوا** فرمایا' (جیسا اُس کی شان کے لائق ہے) (کنزالایمان)

اس سے معلوم ہوا قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کرنا ہر موقع پر تقریباً ناممکن ہے۔ ان مواقع پر ترجمہ کا حل یہ ہے کہ تفسیری ترجمہ کیا جائے تا کہ مطلب بھی ادا ہو جائے اور ترجمہ میں کسی قسم کا سقم (عیب) باقی نہ رہے۔

(۱۰) ﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾
(الاعراف/۹۹)

'اور کیا وہ اللہ کی چال سے بےخوف ہو گئے۔سو اللہ کی چال سے وہی لوگ بےخوف ہوتے ہیں جن کو برباد ہونا ہے' (تفہیمات' ابوالاعلیٰ مودودی)

اللہ رب العزت جل مجدہٗ کی شان پاک میں 'چال' کا لفظ استعمال کرنا بتارہا ہے کہ مترجم بالکل غیر مہذب اور بارگاہِ خداوندی کے آداب سے ناواقف ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہِ عظمت کے آداب سے واقف ان ترجموں کو ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'کیا اللہ کی مخفی تدبیروں سے بےخبر ہیں۔تو اللہ کی مخفی تدبیروں سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے' (کنزالایمان)

(☆) 'کیا مطمئن ہو گئے اللہ کی ڈھیل سے۔تو اللہ کی ڈھیل سے مطمئن نہیں ہوتے مگر تباہ ہو جانے والی قوم' (معارف القرآن)

(۱۱) ﴿وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ (الانفال/۳۰)

'اور حال یہ کہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے' (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

'اور وہ تو اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے' (اشرف علی تھانوی)

'اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے'
(شاہ عبدالقادر)

'اور مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے'
(شاہ رفیع الدین)

'اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے'
(محمود الحسن دیوبندی)

غیر مقلد اور دیوبندی ترجموں میں مکر، داؤ، فریب کے جو الفاظ استعمال ہوئے وہ شانِ الوہیت کے کسی طرح لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف مکر وفریب کی نسبت اُس کی شان میں حرف گیری کے مترادف ہے۔ یہ بنیادی غلطی صرف اس وجہ سے ہے کہ اللہ اور رسول کے افعالِ مقدسہ کو اپنے افعال پر قیاس کیا ہے اسی وجہ سے مترجمین نے ہنسی، مذاق، ٹھٹھا، مکر، فریب، علم سے بے خبر، بدسگالی کو اس کی صفت ٹھہرایا ہے۔ اللہ پاک کی عزت افزائی کے لئے تھانوی جی نے لفظ 'میاں' استعمال کیا ہے۔ ان تمام الفاظ کو سامنے رکھ کر الوہیت کا آپ تصور کریں تو رب تعالیٰ کے بارے میں آپ کا تصور انسانوں سے عظیم تر انسان کی طرح اُبھر کر کے سامنے ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی رسول کریم ﷺ کی شان کے لائق کوئی تعریف کی جاتی ہے تو یہ چیخ اُٹھتے ہیں کہ تم نے رسول کو اللہ سے ملا دیا ......اور خود نام نہاد موحدوں کے امام نے 'میاں' اللہ تعالیٰ کو کہہ کر عام انسانوں کے برابر لا کھڑا کیا۔

اب تفاسیر کی روشنی میں علمائے اہل سُنّت و جماعت کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر' (کنزالایمان)

(☆) اور وہ اپنا داؤں کھیلتے ہیں اور اللہ داؤں کو توڑتا ہے اور اللہ داؤں کا جواب دینے میں بہتر ہے۔ (معارف القرآن)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے تفاسیر کی روشنی میں 'مکر' کا ترجمہ 'خفیہ تدبیر' کیا ہے...... اور لفظ 'مکر' کو پہلے مقام پر ترجمہ میں کافروں کی طرف منسوب کر دیا۔

حضور محدث اعظم ہند نے 'داؤں' کو کافروں کی طرف منسوب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ توڑ فرماتا ہے، بہتر جواب دیتا ہے، جیسے مرض کی نسبت کافروں کی طرف اور علاج کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف۔

(۱۲) ﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ (توبہ/۶۷)

'یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے اُن کو بھلا دیا' (فتح جالندھری)

'وہ اللہ کو بھول گئے اللہ اُن کو بھول گیا' (شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، محمود الحسن دیوبندی)

'یہ اللہ کو بھول گئے اللہ نے انھیں بھلا دیا' (غیر مقلد جونا گڑھی)

اللہ تعالیٰ کے لئے بھلا دینا اور بھول جانے کے لفظ کا استعمال اپنے مفہوم اور معنی کے اعتبار سے کسی بھی طرح درست نہیں ہے کیونکہ بھول جانا عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ اس کے علاوہ بھول سے علم کی نفی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے بھول جانے کا تصور عقیدۂ توحید کے مغائر اور شانِ الوہیت کے خلاف ہے۔ دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین نے اس آیت کا لفظی ترجمہ کیا ہے جس کا غلط نتیجہ پڑھنے والے پر ظاہر ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند علیہما الرحمہ نے تفسیری ترجمہ کیا ہے:

(☆) 'وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا' (کنز الایمان)

(☆) 'وہ سب بھول گئے اللہ کو تو اللہ بے پرواہ ہو گیا' (معارف القرآن)

(۱۳) ﴿قُلِ اللّٰهُ اَسۡرَعُ مَكۡرًا﴾ (یونس/۲۱)

'کہہ دو اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ' (فتح جالندھری، محمود الحسن دیوبندی)

'کہہ دو اللہ بہت جلد کرنے والا ہے مکر' (شاہ رفیع الدین)

'آپ کہہ دیجئے کہ اللہ چال چلنے میں تم سے زیادہ تیز ہے' (غیر مقلد جونا گڑھی)

'اللہ چالوں میں اُن سے بھی بڑھا ہوا ہے' (عبدالماجد دریابادی)

'کہہ دے اللہ کی چال بہت تیز ہے' (غیر مقلد نواب وحید الزماں)

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے ان ترجموں میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکر کرنے والا' چال چلنے والا' حیلہ کرنے والا ...... جیسے الفاظ استعمال کئے گئے' حالانکہ یہ کلمات کسی بھی طرح اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔

علمائے اہل سُنّت نے اپنے ترجموں میں کس قدر پاکیزہ زبان استعمال کی ہے ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'تم فرما دو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے' (کنز الایمان)

(☆) 'کہہ دو کہ اللہ مکر کی خبر جلد لینے والا ہے' (معارف القرآن)

(۱۴) ﴿حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ......﴾ (یوسف/۱۱۰)

'یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے اور گمان کرنے لگے کہ اُن سے غلطی ہوئی' (عبدالماجد)

'یہاں تک کہ جب نا امید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا تھا' (محمود الحسن دیوبندی)

'یہاں تک کہ جب پیغمبر نا امید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ (اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کی تھی اس میں) وہ سچے نہ نکلے' (جالندھری)

'یہاں تک کہ جب رسولوں کو نا امیدی ہوئی اور اُن کو جھوٹ کا گمان گزرا' (غیر مقلد ثناء اللہ)

'یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور اُن پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی' (اشرف علی تھانوی)

'یہاں تک کہ جب پیغمبر نا امید ہو گئے اور (بتقاضائے بشریت) اُن کو ایسا واہمہ گزرا کہ (کہیں کسی وجہ سے) ہمارے ساتھ وعدہ خلافی تو نہیں کی گئی' (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

مذکورہ بالا آیت میں لفظ 'ظنوا' (گمان' خیال) کا فاعل بالعموم رسولوں کو قرار دیتے ہوئے ترجمہ کیا گیا ہے مگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند نے اس کا فاعل عوام کو قرار دیا ہے جو کہ قرآن کے دیگر مقامات دیکھنے کے بعد یہ اس کا عین تقاضا بھی معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہاں عوام کی بجائے' رسول رکھ کر ترجمہ کیا جائے تو بتائیے کہ رسولوں کے ایمان باللہ کی کیا حقیقت رہ جائے گی؟ مگر افسوس کہ دریدہ دہن غیر مقلد اور دیوبندی مترجمین نے اس امر کا لحاظ کئے بغیر ترجمہ کر دیا۔

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے تراجم کو دیکھنے کے بعد انبیائے کرام کا جو Posture بنتا ہے۔ کیا یہ وہ پوسچر نہیں کہ اگر اُسے طبقہ علماء سے ہٹ کر کوئی اور بنا دیتا تو وہ انہی علماء کے فتویٰ کفر کی زَد میں ہوتا اور قابلِ گردن زدنی ہوتا بلکہ مباح الدم ہوتا' مگر یہاں انبیاء کرام

کی یہ تصویر بنانے والے، چونکہ خود علماء اور مترجمین قرآن ہیں اس لئے انہیں کون پکڑ سکتا ہے؟ کون سزا دے سکتا ہے؟

ان تراجم کی رُو سے اس کے سوا اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ :

پیغمبر نا امید اور مایوس ہو جاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے جھوٹ بولا تھا ...... اور یہ کہ اُن کو اپنی غلط فہمی کا گمان غالب ہوتا ہے اور (نعوذ بالله من ذلك) وہ اس واہمہ سے بھی گزرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

کیا یہ طرزِ فکر قرآنی ہے؟ اور کیا اسے اسلامی عقیدہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ نہیں، حاشا اللہ، ہرگز نہیں ......مگر افسوس کہ دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین نے اس مقام پر انتہائی غلط اور گمراہ کن ترجمہ کر کے، سلمان رشدی جیسے لوگوں کو Raw Material فراہم کر دیا ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند کے ہاں اس آیت کا ترجمہ اپنے سیاق میں ہیرے کی طرح چمکتا دکھائی دیتا ہے:

(☆) 'یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے اُن سے غلط کہا تھا' (کنزالایمان)

(☆) 'یہاں تک کہ جب رسولوں نے جلد عذاب آنے کی اُمید چھوڑ دی اور عوام نے سمجھ لیا کہ اُن سے عذاب آنے کو جھوٹ کہا گیا تھا' (معارف القرآن)

اس ترجمہ میں رسولوں کے حوالے سے جلد عذاب کی اُمید چھوڑنے کا تذکرہ کیا گیا ہے مطلق عذاب کی اُمید چھوڑنے کا نہیں، کیونکہ رُسل عظام، اللہ کی رحمت سے کبھی نا اُمید یا مایوس نہیں ہوتے، اور چونکہ کفار پر عذاب، رسول کے حق میں رحمت ہوتا ہے اس لئے رسول، کفار پر عذاب الٰہی کی نسبت کیسے مایوس ہو سکتے ہیں؟

اس طرح کے ترجمے کی تائید قرآن مجید کی آیت ذیل سے بخوبی ہوتی ہے:

﴿وَلَا تَاْيْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَاْيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾

(یوسف/۸۷)

'اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ' (کنز الایمان)

'اور نا امید (مایوس) مت ہو اللہ کی رحمت سے۔ بیشک نہیں نا امید (مایوس) ہوتے اللہ کی رحمت سے مگر کافر لوگ' (معارف القرآن)

بفحوائے آیت مبارک عام مومنین و مسلمین بھی رحمتِ الٰہی سے مایوس نہیں ہوتے۔ رسول تو پھر رسول ہیں۔ وہ کیسے مایوس ہو سکتے ہیں۔

(۱۵) ﴿وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی﴾ (طٰہٰ/۱۲۱)

'اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی بس گمراہ ہو گئے' (عاشق الٰہی دیوبندی)

'اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا' سو غلطی میں پڑ گئے' (اشرف علی تھانوی)

'اور آدم نے اپنے پروردگار کی' نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا' (محمود الحسن دیوبندی)

'آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا' (غیر مقلد جونا گڑھی)

'اور آدم سے اپنے پروردگار کا قصور ہو گیا سو وہ غلطی میں پڑ گئے' (عبدالماجد دریابادی)

ان ترجموں میں مترجمین نے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قصوروار' بہکا ہوا' بھٹکا ہوا اور گمراہ ٹھہرایا حالانکہ سیدنا آدم علیہ السلام ایک معصوم نبی ہیں اُن کی بارگاہ گمراہی سے پاک ہے۔ مترجمین نے عصمتِ انبیاء اور وقار انسانیت کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے یہ ترجمہ کیا ہے۔

اب اہل سُنّت و جماعت کے ان ہدایت یافتہ اور مؤید من اللہ تراجم کو دیکھیں :

(☆) اور آدم (علیہ السلام) سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی' (کنز الایمان)

(☆) اور بھول گئے آدم (علیہ السلام) اپنے رب کے حکم کو تو انھوں نے بھی اپنا چاہا کھو دیا' (معارف القرآن)

سبحان اللہ ! بھولنا......اور اپنا چاہا کھونا......کیا خوب ترجمانی ہے۔ حقیقت بھی بیان ہو گئی اور نبی کی عصمت بھی محفوظ ہو گئی کیونکہ بھولنے میں ارادہ شامل نہیں ہوتا۔ گویا

سیدنا آدم علیہ السلام کا یہ عمل غیر ارادی تھا ورنہ نبی' اپنے رب کے حکم کی خلاف ورزی کیسے کرسکتا ہے؟ اور پھر **فغوی** کا غلطی میں پڑنے' بہکنے' بھٹکنے' بے راہ ہونے اور اُس کی راہ نہ پانے جیسے الفاظ سے ادائیگی مفہوم دیکھئے اور پھر 'اپنا چاہا کھونے' کے الفاظ پر غور کیجئے۔ فرق صاف معلوم ہوجائے گا کہ کس کا ترجمہ عظمتِ انبیاء اور عصمتِ انبیاء کا آئینہ دار ہے؟

(۱۶) ﴿**وَذَالنُّوْنَ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَعَلَيْهِ**﴾ (الانبیاء/۸۷)

'اور مچھلی والے (یونس) کو جب چلا گیا غصہ ہوکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو'

(غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

'اور مچھلی والے (یونس) کو جب چلا گیا غصہ ہوکر پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو'

(محمود الحسن دیوبندی)

'اور ذوالنون (کو یاد کرو) جب وہ (اپنی قوم سے ناراض ہوکر) غصے کی حالت میں چل دیئے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے' (فتح جالندھری)

'مچھلی والے کو یاد کرو ! جب کہ وہ غصہ سے چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اُسے نہ پکڑ سکیں گے

(غیر مقلد جونا گڑھی)

غیر مقلد اور دیوبندی مترجمین نے باطل ترجمہ کرکے حضرت سیدنا یونس علیہ السلام پر یہ بہتان لگایا کہ اُن کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قابو نہیں پاسکتا اور نہ میری پکڑ کی طاقت رکھتا ہے۔ گویا ان مترجمین کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام' اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہ رکھتے تھے۔ (معاذ اللہ)

ترجموں کے مفہوم سے جو مضمون مترشح ہے کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ پیغمبر علیہ السلام خود کو خدا کی پکڑ سے آزاد سمجھ رہا ہے یا یہ خیال کررہا ہے کہ خدا اُس پر قابو نہیں پاسکے گا؟ غرض دونوں صورتوں میں نبی کے بارے میں کیا تصور اخذ کیا جائے گا۔

تقدیسِ نبوت کو مجروح کرنے والوں کا ترجمہ دیکھنے کے بعد' اب بارگاہِ نبوت کے سچے شیدائیوں کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں :

(☆) 'اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے' (کنزالایمان)

(☆) 'اور ذوالنون (مچھلی والے نبی ۔ یونس علیہ السلام) چل پڑے تھے غصے میں بھرے' پھر خیال کیا کہ ہم تنگی نہ ڈالیں گے اُن پر'۔ (معارف القرآن)

(اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر چل دیئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لئے وہ اپنی قوم سے ناراض ہوئے کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے اور اتباعِ حق سے کیوں دُور بھاگتے ہیں) اور یہ خیال کیا کہ ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کریں گے (اس معاملہ میں ہم اس پر سختی نہیں کریں گے یعنی عتاب نہ فرمائیں گے)

(۱۷) ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الانبیاء/۱۰۷)

'اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دُنیا جہان کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کرنے کے لئے' (اشرف علی تھانوی)

'اور ہم نے دُنیا جہان کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے' (میرٹھی)

'اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر' (محمود الحسن دیوبندی)

'اے محمد ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دُنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے' (مودودی)

'اور ہم نے تم کو دُنیا والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے' (مودودی تفسیر)

وہابیوں کے ان ترجموں میں چار طرح خیانت اور بدنیتی ہے۔ عام طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہ فقط جلاپا اور حسد کی عداوت ہے۔

(۱) آیت کے الفاظ میں دُنیا جہان کا لفظ نہیں ہے۔

(۲) آیت میں مکلفین لوگوں کا لفظ نہیں ہے۔ یہ صرف انسانوں کو کہا جاتا ہے۔

(۳) 'بنا کر بھیجا' ۔ آیت میں بنا کر لفظ نہیں ہے ۔ اس خیانت نے بتایا کہ
حضور نبی کریم ﷺ پہلے رحمت نہیں تھے جب بعثت ہوئی تب رحمت بنے ۔
(۴) دُنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے ۔ یہ الفاظ آیت میں نہیں ۔

اس ترجمہ کا مفہوم ہے کہ نبی کی ذات بالکل رحمت نہیں ۔ اُن کو بھیجنا ہماری رحمت ہے ۔ اگر آیت کا یہی مقصودِ بیان ہوتا تو **رَحْمَةً مِنَّا** ہوتا ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں **عالمین** کا ترجمہ اپنی بددیانتی اور خیانت سے دُنیا والے مکلفین کرنا ہے یا یہ کہنا ہے کہ اور کسی بات کے واسطے نہیں ۔ تو **رب العٰلمین** میں بھی **عالمین** کا ترجمہ صرف دُنیا والوں اور مکلفین لوگوں کا رب کہو ۔ اور آدھی جہنم کیوں لیتے ہو' پوری جہنم حاصل کرو ۔ بہرکیف یہ علمی جہالت نہیں بلکہ حسد وعداوت کی جہالت ہے ۔

اب علمائے اہلِ سُنّت کے ان تراجم کو ملاحظہ فرمائیں :

'اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے' (کنز الایمان' اعلیٰ حضرت)

'اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں' مگر رحمت سارے جہاں کے لئے' ۔
(معارف القرآن' حضور محدث اعظم ہند)

'اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو' مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے ۔
(ضیاء القرآن' حضرت پیر محمد کرم شاہ)

'اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے' (تفسیر تبیان القرآن)

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سراپا اور مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے' اور بانی جماعتِ اسلامی ابوالاعلیٰ مودودی کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے : اے محمد ! ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو یہ دراصل دُنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے ۔ اس آیت کا یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے اور تواتر اور اجماع سے حضور ﷺ کو جو رحمۃ للعالمین کا مصداق قرار دیا گیا ہے اس کے خلاف ہے ۔ اسی طرح مفسرین کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

ہر ہر عالم کے لئے رحمت ہیں خواہ فرشتوں کا عالم ہو' جنات کا عالم ہو' انسانوں کا عالم ہو اور خواہ انسانوں میں سے کافر ہوں' مسلمان ہوں' اولیاء ہوں یا انبیاء علیہم السلام ہوں' آپ سب کے لئے رحمت ہیں' اور خواہ حیوانوں کا عالم ہو' یا نباتات کا عالم ہو یا جمادات کا عالم ہو' آپ ہر ہر عالم کے لئے رحمت ہیں۔ اس لئے محمود الحسن دیوبندی کا یہ لکھنا صحیح نہیں ہے کہ آپ صرف لوگوں کے لئے رحمت ہیں اور نہ اشرف علی تھانوی کا یہ ترجمہ اور تفسیر صحیح ہے کہ آپ صرف مکلفین کے لئے رحمت ہیں۔ مکلّف ہو یا غیر مکلّف انسان ہو' جن ہو یا فرشتہ' حیوان ہو یا شجر وحجر ہو آپ سب کے لئے رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ جس جس چیز کے لئے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت ہے اُس اُس چیز کے لئے آپ رحمت ہیں' وجود عین وجود ہے اور ہر چیز کو وجود آپ کے واسطہ سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو عطا کرنے والا ہے اور آپ ہر چیز کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم صرف اس لئے نہیں تھی کہ آپ کے فرزند ارجمند کا نام قاسم تھا' بلکہ ابوالقاسم کا معنٰی ہے سب سے زیادہ تقسیم کرنے والے اور ابتداء آفرنیش عالم سے لے کر قیامت تک جس کو بھی جو نعمت ملتی ہے وہ آپ کی تقسیم سے ملتی ہے۔ تمام دینی اور دُنیوی اُمور میں آپ ابتداء آفرنیش عالم سے تقسیم کرنے والے ہیں۔

حضور ﷺ کو رحمۃ للعالمین ماننے سے دیوبندیوں کا انکار

دیوبندیوں کے پیشوا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :

> ' لفظ 'رحمۃ للعالمین' صفتِ خاصہ رسول اللہ نہیں ہے۔
>
> (فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم)

یعنی حضور اکرم ﷺ کے علاوہ بھی کسی کو رحمۃ للعالمین لکھا جا سکتا ہے ۔نعوذ باللہ۔

اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اپنے مولویوں کو بھی رحمۃ للعالمین قرار دے لیتے ہیں جیسا کہ اشرف السوانح کا مصنف تھانوی صاحب کے متعلق لکھتا ہے:

> ' حضرت والا (تھانوی) کی سراپا شخصیت برملا مبالغہ **وکفیٰ باللہ شھیدا** وہ لقب صادق آتا ہے جس سے حضرت گنگوہی نے شیخ العرب والعجم حاجی صاحب (یعنی پیر ومرشد) کو بعد وفات حضرت حاجی ممدوح یاد فرمایا تھا یعنی بار بار فرماتے تھے ہائے رحمۃ للعالمین ہائے رحمۃ للعالمین'
> (اشرف السوانح جلد۲ صہ۱۵۳)

خدا کی پناہ ! رسُول مقبول، ہادی السُّبل، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین بالمؤمنین رؤف الرحیم، صاحب لولاک، امام الانبیاء، سید المرسلین، سلطانِ دارین، محبوب کبریاء، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی شانِ یکتائی پر اس سے زیادہ سنگین حملہ اور کیا ہوسکتا ہے؟ چودہ سو برس سے ساری اُمّت کا یہ متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ خدائے پاک نے قرآن میں سرورکائنات ﷺ کو رحمۃ للعالمین کے لقب سے جو موصوف کیا ہے وہ انہی کے ساتھ خاص ہے۔ اب کائنات میں کوئی دوسرا رحمۃ للعالمین نہیں ہوسکتا۔

مفتی محمد حسین، تھانوی جی کے خلیفہ اعظم تھے اُن کے انتقال پر ایبٹ آباد کے دیوبندی مہتمم مدرسہ لکھتے ہیں:

> ' آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بیحد چوٹ لگی کہ 'رحمۃ للعالمین' دُنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔
> (تذکرہ حسن بحوالہ تجلی دیوبند' نور کرن فبروری۱۹۶۳ء)

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْجَاھِلِیْن﴾ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

حضور نبی کریم ﷺ کو رحمتِ عالم ماننے سے اہلحدیث کا انکار :

خبیث نام نہاد اہلحدیث ڈاکٹر شفیق الرحمٰن ایک سوال قائم کر کے جواب میں لکھتا ہے :

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ اور (اے محمد!) ہم نے تم کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
جہان میں تو آدم علیہ السلام سے لے کر ہر نبی کی اُمّت شامل ہے۔ اگر آپ ﷺ سب رسولوں کے آخر میں آئے تو پہلے لوگوں کے لئے رحمت کیسے ہوں گے؟

جواب : دراصل عالمین کے لفظ سے دھوکہ ہوا ہے۔ یقیناً اللہ رب العالمین ہے جب اللہ کے ساتھ اس کی اضافت ہو تو تمام مخلوق مراد ہوگی اور جب مخلوق میں سے کسی کے ساتھ اضافت ہو تو وہاں اس کے محدود معنی ہوں گے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿تَبَارَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرًا﴾ وہ بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تاکہ وہ 'عالمین' کو ڈرائے۔
اس آیت پر غور فرمائیں' یہاں 'عالمین' میں نہ فرشتے شامل ہیں اور نہ ہی پہلی اُمتیں۔ یہاں عالمین سے مراد رسول اللہ ﷺ کے بعد آنے والے لوگ ہیں۔
واضح رہے کہ رحمۃ للعالمین کو بنیاد بنا کر رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سب سے پہلے ثابت نہیں کی جاسکتی' (تجدید ایمان/۹۳)

دُنیا کی ہر چیز قدرت الٰہی کی نشانی ہے **ففی کل شئی له اية تدل على انه واحد** ہر چیز خدا کی وحدانیت کا پتہ دے رہی ہے مگر دُنیا کی ہر چیز خدا کی ایک صفت کی نشانی ہے سورج' خدا کے نور کا پتہ دیتا ہے۔ پانی وہوا' خدائے پاک کی سخاوت کا خطبہ پڑھ

رہے ہیں مگر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ، رب تعالیٰ کی ذات اور ساری صفات کے مظہر اعلیٰ ہیں۔ اگر رب کا علم دیکھنا ہے تو علم مصطفٰے دیکھو۔ اگر رب کی سخاوت دیکھنا ہو تو سخاوت محبوب کا مطالعہ کرو۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

اگر قدرت الٰہی کا نظارہ کرنا ہے تو محبوب کبریاء کی قدرت کو دیکھو کہ اشارے سے ڈوبا ہوا سورج واپس کرلیا، چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالا، کنکریوں سے کلمہ پڑھوایا، درختوں کو اشارے سے بلایا، ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرمایا۔ اگر نور الٰہی دیکھنا ہو تو جمال مصطفٰی دیکھو، اگر رب کی شانِ رحیمیت دیکھنا ہو تو رحمۃ للعالمین کو دیکھو۔

(۱۸) ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ﴾ (الاحزاب/۳۰)

'اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو بھی کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی اُسے دوہرا' دوہرا عذاب دیا جائے گا' (غیر مقلد جونا گڑھی)

اس آیت بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کے الفاظ کا ترجمہ دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین نے جن الفاظ سے کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۔ بے حیائی	محمود الحسن دیوبندی
۔ کھلی بے حیائی ہے	اصلاحی، جماعت اسلامی
۔ کھلی ہوئی بیہودگی	تھانوی، عبد الماجد
۔ ناشائستہ حرکت	غیر مقلد امرتسری
۔ کھلی ہوئی ناشائستہ حرکت	غیر مقلد نذیر احمد
۔ صریح فحش حرکت	مودودی، جماعت اسلامی

یہ تمام الفاظ جس امر شنیع کے غماز ہیں وہ آپ پر ظاہر ہے اُسے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں۔

آیت کے ترجمہ میں اگر ان میں سے کسی بھی ایک لفظ کو منتخب کرلیا جائے تو ہر اُردو داں بآسانی سمجھ لے گا کہ آیت کا ترجمہ کیا بتا رہا ہے......اگر اس آیت میں خطاب عام عورتوں سے ہوتا تو شاید پھر کوئی مسئلہ نہ ہوتا......مگر بات یہ ہے کہ آیت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کو خطاب کیا گیا ہے اور پھر **بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ** کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے:

اے نبی کی بیبیو ! جو تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کرے گی
اس کو دوہری سزا دی جائے گی' (تھانوی)

بتایئے کیا اس ترجمہ کی رُو سے شانِ ازواج مطہرات متاثر ہوتی نظر نہیں آئی ؟ کیا اس ترجمہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے کوئی ایسی بات صادر ہونے والی تھی' اس لئے انہیں تنبیہ کی گئی ہے؟

اے کاش ! دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین نے ازواج مطہرات کے رُتبہ عالیہ کے پیش نظر ان الفاظ کو ذرا دقتِ نظر سے دیکھ لیا ہوتا تو شاید اتنے سخت الفاظ نہ لکھتے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہاں **بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ** سے مراد نبی کی نافرمانی کو بھی لیا جاسکتا تھا (جو کہ اُن کا شوہر بھی تھا) یا پھر اُن اُمور کو جو آپ کی تکلیف اور حزن کا موجب ہوں ...... اس طرح سوئے خلق اور نشوز کو بھی مراد لیا جا سکتا تھا......البتہ زنا یا مبادیات زنا یہاں مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ ﷺ کی معصومیت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کی بیویوں سے ایسے امر کا ارتکاب بلکہ ارادہ ارتکاب نہ صرف ارادہ بلکہ شائبہ ارادہ بھی نہ ہو کہ جس سے آخر الامر آپ کی تربیت اور رفاقت پر حرف آئے۔

اب علمائے اہل سُنّت و جماعت کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں :

(☆) اے نبی کی بیبیو ! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرلے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا' (کنزالایمان)

(☆) اے آنخضرت کی بیبیو ! جو کر لائے تم میں سے کوئی کھلی نافرمانی تو دونا کیا جائے گا اس کا عذاب ڈبل' (معارف القرآن)

سچ کہئے کہ اس ترجمہ میں کھلی نافرمانی کے الفاظ' دوسروں کے مقابلے میں نسبتاً بہتر معلوم ہوتے ہیں یا نہیں؟

(۱۹) ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ﴾ (احزاب/۴۰)

اس آیت میں **خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** کا کیا معنیٰ ہے؟ اس سلسلہ میں بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی رقمطراز ہیں:

'عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں' (تحذیرالناس)

مسئلہ : حضور ﷺ کا نامِ مبارک لکھے تو دُرودشریف ضرور لکھے کہ بعض علماء کے نزدیک اس وقت دُرودشریف لکھنا واجب ہے۔ (بہارِشریعت) دُرودِشریف یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے صلعم' عم' **صــــ' عـــ** لکھنا ناجائز وسخت حرام ہے۔ انگریزی میں لفظ محمد کا اختصار .MD یا .Mohd کیا جاتا ہے اسطرح لکھنا جائز نہیں بلکہ Mohammed لکھا جائے) یونہی رضی اللہ عنہ کی جگہ **رضـ** ۔ رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ **رحـ** لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے۔ جن لوگوں کے نام محمد 'احمد' علی' حسن' حسین ہوتے ہیں اُن ناموں پر **صـ رضـ رحـ** بناتے ہیں یہ بھی ممنون ہے کہ اس جگہ یہ شخص مُراد ہے اس پر دُرود کا اشارہ کیا معنٰی؟ (بہارِشریعت)

☆ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 'پہلا شخص جس نے دُرودشریف کا اختصار ایجاد کیا اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' صرف مال کی چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس بدنصیب نے مال نہیں بلکہ عظمتِ مصطفٰے ﷺ کی چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔

تحذیرالناس کی مفصل عبارت اور اُس پر مدلل نقد ونظر ملاحظہ کرنے کے لئے حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کا رسالہ' نظریہ ختم نبوت اور تحذیرالناس' ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ مقام تفصیلات کا متحمل نہیں۔

تحذیرالناس کے ذریعہ قاسم نانوتوی نے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کا یہ معنٰی سمجھنا کہ حضور اقدس ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنٰی غلط ہیں کیونکہ زمانہ کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنے اندر بالذات کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ اب تک تمام اگلے پچھلے اولیاء، علماء اور عوام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ یہی معنٰی تمام ائمہ اسلام، صوفیاء عظام، متکلمین فخام، فقہائے اعلام اور مفسرین عالی مقام نے بتائے۔ یہی معنٰی صحابہ کرام نے تابعین کو سمجھائے بلکہ یہی معنٰی سیکڑوں حدیثوں سے ثابت ہے۔ الغرض خاتم النبیین کا یہی معنٰی مُراد لینا ضروریاتِ دین میں سے ہے لہذا جو شخص اس معنٰی کے علاوہ کوئی دوسرا معنٰی بتائے وہ شرعی اصطلاح میں کافرومرتد ہے۔ قاسم نانوتوی نے اسی اجماعی اتفاقی معنٰی کا انکار کرتے ہوئے قرآن مجید، حدیث شریف اور لغت عربی کے خلاف خاتم النبیین میں خاتم کا ایک نیا معنٰی خاتم ذاتی گڑھا ہے۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ یہ معنٰی آفرین خود انہی کی اپنی ذہنی کاوش کا نتیجہ ہے اس نئے معنٰی کو ثابت کرنے کے لئے تحذیرالناس میں پورا زور لگا دیا ہے۔

نبی آخرالزماں حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔ منکر ختم نبوت بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی نے عقیدۂ ختم نبوت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور ضرب لگانے کی مذموم کوشش کی ہے۔ قاسم نانوتوی نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد بھی دوسرے نبی کا امکان ظاہر کیا ہے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے جھوٹی نبوت کا دروازہ کھولا اور نام نہاد اہلحدیث کے پَروردہ اور ڈپٹی نذیر احمد کے تربیت یافتہ مرزا غلام احمد قادیانی کو داخل کر دیا۔

ان حالات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں کہ جب اسلام وایمان کا اِدعاء کرنے والوں کی بے حیائی و بے شرمی اس قدر بڑھ جائے کہ وہ علانیہ کلام الٰہی کے کلمات کے اجماعی، ایقانی، ایمانی معنٰی سے انکار کرنے لگیں اور کفر وارتداد کا دروازہ کھول دیں تو کیا ایسے مؤمنین صالحین کی ضرورت نہ محسوس کی جائے گی جو قرآنی نظریات، اسلامی عقائد اور ارشاداتِ

ربّانی کے مفاہیم ومعانی کی حفاظت اپنے ترجمہ قرآن کے ذریعہ کرے؟ ملاحظہ فرمائیں :

(☆) محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے' (کنزالایمان)

(☆) 'نہیں ہیں محمد (ﷺ) کسی کے بھی باپ تم مَردوں سے لیکن اللہ کے رسول اور سارے نبیوں میں پچھلے زمانہ والے' (معارف القرآن)

(۲۰) ﴿فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ﴾ (شوریٰ/۲۴)

'اگراللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے دِل پر مہر لگا دے' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'اگراللہ چاہے تو (اے نبی) تیرے دِل پر مہر لگا دے' (غیر مقلد ثناءاللہ امرتسری)

'سواگر خدا چاہے تو آپ کے دِل پر بند لگا دے' (اشرف علی تھانوی)

'سواگر اللہ چاہے تو آپ کے قلب پر مہر لگا دے' (عبدالماجد دریابادی)

'اگر خدا چاہے تو اے محمد تمہارے دِل پر مہر لگا دے' (فتح محمد جالندھری)

'پس اگر چاہتا اللہ مہر کر دیتا اُوپر دِل تیرے' (غیر مقلد جوناگڑھی)

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے ترجموں سے یہ اندازہ ہوتا ہے ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ کہ بعد مہر لگانے کی کوئی جگہ تھی تو یہی تھی۔ صرف ڈرا ودھمکا کر چھوڑ دیا۔ کس قدر بھیانک تصور ہے؟ وہ ذات اطہر کہ جس کے سَر مبارک پر اسریٰ کا تاج رکھا گیا۔ آج اُس سے فرمایا کہ ہم چاہیں تو تمہارے دِل پر مہر لگا دیں۔ (معاذاللہ)

یہ بدعقیدہ مترجمین جس فکروذہن سے ترجمہ کررہے ہیں ذرا وہ آیات بھی ملاحظہ فرمائیں:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾ (البقرۃ/۷)

'مہر لگا دی اللہ نے اُن کے دِلوں پر' اور اُن کی سماعت پر' اور اُن کی آنکھوں پر گہرا پردہ ہے'

﴿وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ (التوبہ/۸۷)

'اور مہر لگا دی گئی اُن کے دلوں پر تو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔'

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَ هُمْ﴾ (محمد/۱۶) 'یہی وہ (بدبخت) ہیں مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشوں کی۔'

﴿فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ (المنٰفقون/۳)

'پس مہر لگا دی گئی اُن کے دلوں پر تو (اب) وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔'

منافقین کے دِل میں بدعقیدگی اور حضور نبی کریم ﷺ کی دشمنی کا مرض تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے کرتوتوں کے باعث اُن کے دلوں پر مہر لگا دی کہ اُن میں وعظ و نصیحت اثر نہ کرے، کفر کو بڑھا دیا۔ سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُن گستاخوں کے دِلوں پر مہر لگا دی۔ اب وہ ایمان لانا بھی چاہیں تو ایمان نہیں لا سکتے۔ اور اُن سے حق پذیری کی استعداد چھین لی اور اُن کے دل کی وہ آنکھ ہی اندھی کر دی جو نورِ حق کو دیکھ سکتی ہے۔

کاش! دیوبندی اور غیر مقلد مترجمین تفاسیر کی روشنی میں ترجمہ کرتے تو اُن کی نوکِ قلم سے رحمتِ عالم کا قلبِ مبارک محفوظ رہتا۔

اب ان عاشقوں کے ترجمے بھی ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دِل پر اپنی رَحمت و حفاظت کی مہر لگا دے' (کنز الایمان)

(☆) 'اگر اللہ چاہے تو حفاظت کی مہر لگا دے تمہارے دِل پر' (معارف القرآن)

(۲۱) ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ﴾ (شوریٰ/۵۲)

'تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان' (شاہ عبدالقادر)

'تم نہ کتاب جانتے تھے اور نہ ایمان' (فتح محمد جالندھری)

'نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان' (شاہ رفیع الدین)

'آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان (کی تفصیل) جانتا تھا' (غیر مقلد امرتسری)

'تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب اللہ کیا چیز ہے؟ اور نہ جانتے تھے کہ ایمان کسے کہتے ہیں' (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

''آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان کا انتہائی کمال کیا چیز ہے'' (اشرف علی تھانوی)

غیر مقلد اور دیو بندی مترجمین کا ناشائستہ لب ولہجہ دیکھئے' ظہورِ نبوت سے قبل حضور انور ﷺ کے مومن ہونے کی نفی کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ ہی ساری مخلوق میں اول المسلمین ہیں' ارشاد ربانی ہے: ﴿**قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ**﴾ (الانعام/۱۶۴) آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا' نہیں کوئی شریک اس کا' اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

انبیاء کرام ایک آن کے لئے بھی رب تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا: ﴿**اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ**﴾ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ میں صاحب کتاب نبی ہوں۔ مجھے رب نے نماز زکوٰۃ اور ماں کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں **ارسلت الی الخلق کآفۃً** (مسلم شریف) میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ کائناتِ ارضی وسماوی میں کوئی شئے ایسی نہیں جو سید عالم ﷺ کی رسالت کی قائل نہ ہو۔ سرکار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یَعْلَمُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَّا کَفَرَۃَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

دُنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے اللہ کا رسول نہ مانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں مگر یہ سرکش انسان' سرکش جن نہیں مانتا۔ یعنی کافر جنّ اور کافر انسانوں کے علاوہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ جانتا ہے کہ **اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ** میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو لوح وقلم کا علم ہی نہیں بلکہ **ماکان وما یکون** کا علم ہے۔ غیر مقلد اور دیو بندی مترجمین کہہ رہے ہیں کہ معاذ اللہ آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے مومن بھی نہ تھے کیونکہ مترجمین کے تراجم کے مطابق ایمان سے بھی نابلد تھے تو غیر مسلم ہوئے۔

موحد بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ بھی آپ کی بعثت سے پہلے مومن ہوتا ہے۔ (بعد میں رسالت پر ایمان لانا شرط ہے)۔تراجم مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی خبر حضور ﷺ کو بعد میں ہوئی۔

اب علمائے اہل سُنّت و جماعت کے ان ترجموں کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل' (کنزالایمان)

(☆) 'تم قیاس نہیں کر سکتے تھے کہ کیا چیز ہے کتاب اللہ نہ ایمان کا' (معارف القرآن)

یہاں ورایت کی نفی ہے یعنی آپ ایمان اور کتاب کو اٹکل وقیاس سے نہ جانتے تھے' مطلقاً علم کی نفی نہیں کیونکہ حضور ﷺ وحی آنے سے پہلے عابد' زاہد' متقی پرہیزگار تھے بلکہ پہلی وحی اعتکاف وعبادت کی حالت میں آئی۔ نبی کسی وقت ایمان سے بےخبر نہیں ہوتے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب پہلی وحی لائے تو حضور ﷺ نے یقینی طور پر یہ بھی جان لیا کہ یہ جبریل ہیں اور یہ بھی کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ قرآن ہے' یہ بھی کہ یہ رب کے بھیجے ہوئے ہیں اسی لئے نہ تو حضور ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو' نہ یہ کہ تم اپنی طرف سے یہ باتیں کررہے ہو' یا قرآن سُنا رہے ہو۔اگر آپ کو ان تمام باتوں کا علم نہ ہوتا تو یہ آیت حضور ﷺ کے لئے مشکوک رہتی' حالانکہ قرآن میں شک کفر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لاریب فیه﴾ ورقہ بن نوفل کے پاس جانا انہیں ایمان بخشنے کے لئے تھا نہ کہ اپنی تسلی کے لئے۔ (نورالعرفان)

(۲۲) ﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (الفتح/۱)

'بیشک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'ہم نے فیصلہ کر دیا ترے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے' (شاہ عبدالقادر)

'تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر۔تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا نے جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے اور جو کچھ پیچھے ہوا' (شاہ رفیع الدین دہلوی)

’ بیشک ہم نے آپ کوکھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے‘ (عبدالماجد دریابادی)

’ اے پیغمبر یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہوئی اور حقیقت ہم نے تمہاری کھلم کھلا فتح کرادی تا کہ تم اس فتح کے شکریہ میں دین حق کی ترقی کے لئے اور زیادہ کوشش کرو اور خدا اس کے صلے میں تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے‘ (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

’ بیشک ہم نے آپ کوکھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے‘ (اشرف علی تھانوی)

’ ہم نے فیصلہ کردیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے‘ (محمود الحسن دیوبندی)

’اے نبی (علیہ السلام) ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے (جوعنقریب ظاہر ہوگی) تا کہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اُس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں‘ (غیر مقلد ثناءاللہ امرتسری)

’اے نبی ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی: تا کہ اللہ تمہاری اگلی پچھلی کوتاہی سے درگزر فرمائے‘ (ابوالاعلیٰ مودودی‘ جماعت اسلامی)

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی معصوم ماضی میں بھی گناہ گار تھا‘ مستقبل میں بھی گناہ کرے گا......مگر فتح مبین کے صدقہ میں اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو گئے ......اور آئندہ بھی گناہِ رسول معاف ہوتے رہیں گے۔

جب نبی معصوم گناہ گار ہوتو لفظ عصمت کا اطلاق کس پر ہوگا؟ عصمتِ انبیاء کا تصور اگر جزو ایمان ہے تو کیا گناہ گار اور خطا کار نبی ہوسکتا ہے؟ اقوال صحابہ اور مفسرین کی توجیہات سے ہٹ کر ترجمہ کرنے پر کس نے اُن کو مجبور کیا؟

اب علمائے اہل سُنّت و جماعت کے یہ ترجمے بھی ملاحظہ فرمائیں :

(☆) 'بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے' (کنز الایمان)

(☆) 'بیشک ہم نے فتح دے دی تمہیں روشن فتح' تا کہ بخش دے تمہارے سبب سے اللہ' جو پہلے ہوئے تمہارے اور جو پچھلے ہیں' (معارف القرآن)

ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند علیہما الرحمہ کا جوش عقیدت جناب ختمی مرتبت کے لئے اپنے کمال پر ہے...... اُن کو بھی ترجمہ کے وقت یہ تشویش ہوئی ہوگی کہ عصمتِ رسول پر حرف نہ آئے ......اور قرآن کا ترجمہ بھی صحیح ہو جائے...... وہ عقیدت بھری نگاہ جو آستانہ رسول ﷺ پر ہمہ وقت بچھی ہوئی ہے اُس نے دیکھا کہ 'لَكَ' میں 'لَ' سبب کے معنی میں مستعمل ہوا ہے لہذا جب حضور کے سبب سے گناہ بخشے گئے تو وہ شخصیتیں اور ہوئیں جن کے گناہ بخشے گئے...... اہل بصیرت کے لئے اشارہ کافی ہے کہ معنویت سے بھرپور روشن فتح کے مطابق ترجمہ فرما دیا۔

(۲۳) ﴿اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۙ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ (الرحمٰن/۱)

'رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ اُسی نے انسان کو پیدا کیا اور اُسے بولنا سکھایا' (غیر مقلد جونا گڑھی)

'رحمٰن نے سکھایا قرآن' بنایا آدمی' پھر سکھائی اُس کو بات' (شاہ عبدالقادر)

'رحمٰن نے سکھایا قرآن' پیدا کیا آدمی کو' سکھایا اُس کو بولنا' (شاہ رفیع الدین)

'خدائے رحمٰن ہی نے قرآن کی تعلیم دی' اُسی نے انسان کو پیدا کیا' اُس کو گویائی سکھائی' (عبدالماجد دریابادی)

'رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی' اُس نے انسان کو پیدا کیا' پھر اُس کو گویائی سکھائی' (اشرف علی تھانوی)

'جنوں اور انسانوں پر خدا رحمٰن کے جہاں اور بے شمار احسانات ہیں از اں جملہ یہ کہ اس نے قرآن پڑھایا اُسی نے انسان کو پیدا کیا پھر اُس کو بولنا سکھایا' (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد)

دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے تمام ترجموں میں ہے کہ رحمٰن نے سکھایا قرآن۔

سوال پیدا ہوتا ہے کس کو قرآن سکھایا؟ اس سے کون انکار کرسکتا ہے خود قرآن شاہد ہے ﴿**وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ**﴾ (نسآء/۱۱۳) اور اللہ نے آپ ﷺ کو وہ سب علم عطا کردیا ہے جو آپ نہ جانتے تھے۔

آدمی کو پیدا کیا۔ وہ کون انسان ہے؟ مترجمین نے لفظ بہ لفظ ترجمہ کر دیا۔ بعض تراجم میں اپنی طرف سے بھی الفاظ استعمال کیئے گئے ...... پھر بھی لفظ انسان کی ترجمانی نہ ہوسکی۔ اب آپ اُس ذات گرامی کا تصور کریں جو اصل الاصول ہیں۔ جن کی حقیقت ام الحقائق ہے جن پر تخلیق کی اساس رکھی گئی۔ جو مبدءِ خلق ہیں۔ رُوح کائنات' جان انسانیت ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ **الانسان** سے جب حضور سرورِ کونین ﷺ کی شخصیت کا تعین ہوگیا تو اُن کی شان کے لائق تعلیم بھی۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف) ہونی چاہئے' چنانچہ عام مترجمین کی روش سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: **ماکان ومایکون** کا بیان انہیں سکھایا'

اس جگہ گستاخِ رسول ذہن میں ضرور یہ سوال اُبھرسکتا ہے یہاں **ماکان ومایکون** کا بیان سکھانا 'کہاں سے آ گیا'؟ یہاں تو مراد 'بولنا سکھانا' ہے...... اس کا جواب یہ ہے کہ **ماکان ومایکون** کا علم لوحِ محفوظ میں اور لوحِ محفوظ' قرآن شریف کے ایک جز میں۔ اور قرآن کا بیان (جس میں **ماکان ومایکون** بھی شامل ہے) سکھایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند علیہما الرحمہ کے تراجم ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا' انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا' **ماکان ومایکون** (جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے) کا بیان انہیں سکھایا' (کنزالایمان)

(☆) مہربان اللہ نے۔ سکھا دیا قرآن۔ پیدا فرمایا اُس انسان (محمد ﷺ) کو۔ اور بتا دیا اُسے (محمد ﷺ کو) کھول کر (تفصیلاً تمام علوم)' (معارف القرآن)

(۲۴) ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ﴾ (التحریم/۱)

'اے نبی ! جس چیز کواللہ نے آپ کے لئے حلال کر دیا ہے اُسے آپ کیوں حرام کرتے ہیں؟ (کیا) آپ اپنی بیویوں کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہیں' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'اے نبی ! تم اپنی بیویوں کی دلداری میں وہ چیز کیوں حرام ٹھہراتے ہو' جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہے' (اصلاحی' جماعت اسلامی)

'اے نبی ! جس چیز کواللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ (قسم کھا کر) اس کو (اپنے اُوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں (پھر وہ بھی) اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے' (اشرف علی تھانوی)

اس آیت کا سب سے محتاط ترجمہ حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔اُن کے ہاں خوبیِ الفاظ کا استعمال دیکھئے' فرماتے ہیں :

(☆) 'اے آنحضرت کیوں پرہیز کرو تم اس سے کہ حلال فرما دیا جسے اللہ نے تمہاری خاطر۔تم چاہتے ہو اپنی بیبیوں کی خوشی' (معارف القرآن)

فرق دیکھئے۔سب کے ہاں حضور نبی کریم ﷺ' اللہ کے حلال کو حرام کر رہے ہیں مگر حضور محدث اعظم ہند کے ہاں' وہ اللہ کے حلال کو حرام نہیں کر رہے ہیں اور وہ کر بھی نہیں سکتے۔ یہ اُن کی شانِ نبوت سے بعید ہے کہ وہ اللہ کے حلال کو حرام یا اُس کے حرام کو حلال کرے۔ ہاں وہ کسی امر حلال سے پرہیز کر سکتے ہیں۔ اُردو میں لفظ حرام جس سنگینی مفہوم پر مشتمل ہے وہ محتاج بیان نہیں مگر افسوس کہ ان مترجمین کو اس لفظ کی سنگینی نہ سوجھی۔ بلا شبہ اس مقام پر حضور محدث اعظم ہند کا ترجمہ انفرادیت کا حامل ہے۔

(۲۵) ﴿لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ (القیٰمۃ/۱)

'میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی' (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

'میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی' (غیر مقلد جوناگڑھی)

مقامِ عبرت ہے کہ دیوبندی مکتبِ فکر کے تھانوی جی اور غیر مقلد جوناگڑھی دونوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حق میں 'قسم کھاتا ہوں' کا نازیبا محاورہ استعمال کردیا۔ دیوبندی اور غیر مقلد کی فکری ہم آہنگی اور ذہنی توافق دیکھئے ...... عقیدہ' فکر اور بولی سب ایک ہی ہے۔

صاحبِ تفسیر اشرفی حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

'دیکھو قرآنِ کریم عرب کی زبان پر نازل فرمایا اور عرب کا طریقہ ہے کہ جب کسی بات کی تاکید وتوثیق پیش کرتے تو قسمیں کھاتے تھے تو رب تبارک وتعالیٰ نے بھی اُن کے طرزِ کلام کی رعایت فرماتے ہوئے قسم ارشاد فرمایا۔ عموماً لوگ یہ کہتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے قرآن میں فلاں کی قسم کھائی۔ کبھی یہ نہ کہو کہ قسم کھائی کیونکہ رب تبارک وتعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ اگر کہنا ہو تو یہ کہو کہ قسم ارشاد فرمایا' یا قسم یاد فرمایا'۔

اب قرآن مجید کے ایمان افروز تراجم جو پاکیزہ محاورے پیش کررہے ہوں ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'روزِ قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں' (کنزالایمان)

(☆) 'نہیں کیا میں قسم یاد کرتا ہوں قیامت کے دن کی' (معارف القرآن)

(۲۶) ﴿لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ﴾ (البلد/۱)

'قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہے گی' (شاہ عبدالقادر)

'قسم کھاتا ہوں میں اس شہر کی اور تو داخل ہونے والا ہے بیچ اس شہر کے' (شاہ رفیع الدین)

'میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی' (اشرف علی تھانوی)

'میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی' (محمود الحسن دیوبندی)

'میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'نہیں میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی' (ابوالاعلیٰ مودودی)

اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ غیر مقلد اور دیوبندی مترجمین نے اپنے محاورہ کا اللہ کو کیوں پابند کیا۔ کیا اس لئے کہ اُس بے نیاز نے کچھ نہیں کھایا تو کم سے کم قسم ہی کھائے؟

اہل سُنّت و جماعت کے یہ مترجمین نے کس خوش اسلوبی سے ترجمہ فرمایا:

(☆) 'مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو' (کنزالایمان)

(☆) 'مجھے قسم ہے اس شہر کی کہ تم چلنے پھرنے والے ہو اس شہر میں' (معارف القرآن)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضور محدث اعظم ہند نے عقیدۂ توحید اور شان الوہیت کا نہایت ہی خوبصورت اور احسن طریقہ سے اظہار کیا ہے ...... وفادار اُمتی کی حیثیت سے ترجمہ میں عظمتِ رسالت کو بھی بہت ہی خوبصورتی سے اُجاگر کیا ہے۔

(۲۷) ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ (الضحیٰ/۷)

'اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی' (شاہ عبدالقادر)

'اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی' (محمود الحسن دیوبندی)

'اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا' پس راہ دِکھائی' (شاہ رفیع الدین)

'اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا' (عبدالماجد دریابادی)

'اور تم کو دیکھا کہ راہِ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دِکھا دیا' (غیر مقلد ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

'اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزلِ مقصود تک پہنچایا' (مقبول شیعہ)

'اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت) سے بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت کا) راستہ بتلا دیا' (اشرف علی تھانوی)

'اور تجھے راہ بھولا کر ہدایت نہیں دی؟ (غیر مقلد محمد جوناگڑھی اہل حدیث)

'اور تجھے (دینی مسائل کی تفصیل سے) بے خبر پایا تو رہنمائی کی' (غیر مقلد ثناءاللہ امرتسری)

ان مترجمین کی نظر الفاظِ قرآنی کی رُوح تک نہیں پہنچ سکی اور اُن کے ترجمہ سے قرآن کریم کا مفہوم ہی بدل گیا ہے بلکہ معنوی تحریف ہوگئی ہے۔ حرمتِ قرآن' عصمت انبیاء اور وقار انسانیت کو بھی ٹھیس پہنچی ہے۔

آیت مذکورہ میں لفظ 'ضَآلًّا' استعمال ہوا ہے بد مذہب مترجمین نے یہ نہ دیکھا کہ ترجمہ

میں کس کو بھٹکتا' بے خبر' راہ بھولا' شریعت سے بے خبر' کہا جا رہا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی عصمت باقی رہتی ہے یا نہیں' اس کی پرواہ نہیں۔ کاش یہ مترجمین تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ترجمہ کرتے یا کم از کم اس آیت کے سیاق وسباق (اول وآخر) ہی بغور دیکھ لیتے۔ انداز خطاب باری تعالیٰ پر نظر ڈال لیتے۔ ایک طرف تو ﴿مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی﴾ اے محبوب ! آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ وہ آپ سے ناراض ہوا' اور بیشک ہر آنے والی گھڑی آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے' اور (اے محبوب !) بیشک عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

دوسری طرف اس کے بعد ہی رسولِ ذیشان کی گمراہی کا ذکر کیسے آ گیا؟ آپ خود غور کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر کسی لحظہ گمراہ ہوتے تو راہ پر کون ہوتا؟ یا یوں کہئے جو خود بھٹکتا پھرا ہو' راہ سے بے خبر' راہ بھولا ہوا ہو وہ ہادی کیسے ہو سکتا ہے؟ اور خود قرآن مجید میں نفی ضلالت (حضور نبی مکرم ﷺ کے گمراہ ہونے کی نفی) کی صراحت موجود ہے۔

﴿مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی﴾ (النجم) تمہارے صاحب (آقا' نبی کریم ﷺ) نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ (تمہارا زندگی بھر کا ساتھی نہ راہِ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا)۔

صاحبکم سے مُراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے۔ صاحب کا معنی سید اور مالک بھی ہے کہتے ہیں **صاحب البیت** گھر کا مالک اور اس کا معنیٰ ساتھی اور رفیق بھی ہے لیکن صرف ایسے ساتھی کو صاحب کہا جاتا ہے جس کی رفاقت اور سنگت بکثرت ہو۔ حضور ﷺ کو سب کا ساتھی فرمایا' کیونکہ حضور جان کے' ایمان کے ساتھی ہیں جہاں سب ساتھ چھوڑ دیں گے قبر وحشر وغیرہ میں حضور وہاں ساتھ ہیں۔

حضور ﷺ نے جب توحید کی دعوت کا آغاز کیا اور اہلِ مکہ کو کفر وشرک سے باز آنے کی تبلیغ شروع کی تو اہلِ مکہ نے کہنا شروع کیا کہ آپ گمراہ ہو گئے ہیں' اپنی قوم کا راستہ چھوڑ دیا ہے اُن کا عقیدہ بگڑ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے قول' عمل اور کردار میں گمراہی کا نام ونشان تک نہیں۔ اُن کے عقیدہ میں کوئی غلطی اور کجی نہیں اور **صاحبکم**

فرما کر اپنے حبیب کی کتابِ حیات کھول کر اُن کے سامنے رکھ دی یعنی یہ کوئی اجنبی نہیں جو دیارِ غیر سے آ کر یہاں فروکش ہو گئے ہیں اور نبوت کا دھندا شروع کر دیا ہے تم اُن کے ماضی سے' اُن کے خاندانی پس منظر سے' اُن کے اطوار واحوال سے اور سیرت وکردار سے اچھی طرح واقف ہو۔ اُن کا بچپن تمہارے سامنے گزرا' اُن کا عہد شباب اسی ماحول میں اور تمہارے اس شہر میں بسر ہوا۔ انہوں نے تمہارے ساتھ اور تمہارے سامنے کاروبار بھی کیا ہے سماجی' قومی اور ملکی مسائل میں اُن کی فراست کے تم چشم دید گواہ ہو۔ اُن کی کتاب زیست کا کون سا باب ہے جو تم سے پوشیدہ ہے' کون سا ورق ہے جو تم سے مخفی ہے جب اُن کی ساری زندگی شبنم کی طرح پاکیزہ' پھول کی طرح شگفتہ اور آفتاب کی طرح بے داغ ہے تو تمہیں اُن پر ضلالت وغوایت کے الزام لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو گمراہ اور راہِ حق سے بے خبر کہنا کفار کی پُرانی عادت ہے۔ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ سے دو چیزوں کی نفی فرمائی۔ حضور ﷺ کا قلب بُرے خیالات اور حضور کا قالب ناپسندیدہ افعال سے ہمیشہ ہی محفوظ رہا۔ جب ایک مقام پر ربِ کریم گمراہ اور بے راہی کی نفی فرما رہا ہے تو دوسرے مقام پر خود کیسے گمراہ ارشاد فرمائے گا؟ قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے نہیں ٹکرائے گی' قرآنی آیات میں تضاد (Contradiction) نہیں ہے۔

اب عشق رسول ﷺ سے سرشار منشاءِ خداوندی کے مطابق ان عاشقوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

(☆) 'اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی' (کنز الایمان)

(☆) 'اور پایا تمہیں متوالا تو اپنی راہ دے دی' (معارف القرآن)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ 'کنز الایمان' اور حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ 'معارف القرآن' میں ادب رسالت کا پہلو تو جداگانہ اور امتیازی شان کے ساتھ جلوہ گر ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ ان بزرگوں کی ساری زندگی عشق وادب مصطفوی ﷺ کی تعلیم اور پاس ادب سے نابلد لوگوں

کے ساتھ معرکہ آرائی میں بسر ہوئی۔

آیت ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ کا ترجمہ اہل علم کے لئے ایک آزمائش سے کم درجہ نہیں رکھتا تھا۔ اکثر مترجمین کے تراجم بلا شک وشبہ شانِ رسالت اور ادب بارگاہِ مصطفوی ﷺ کے منافی تھے۔ مترجمین کے ہاتھ سے بوجوہ ادب رسالت کا دامن چھوٹ گیا تھا اور وہ اس حقیقت سے صرف نظر کر بیٹھے کہ اللہ کا کلام جواُترا ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا) کا مصداق بن کر ہے اور جو حضور ﷺ کی نسبت ﴿وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (الشوریٰ/۴۲)(اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو) کا دعویٰ کرتا ہے تو ایسے معظم واعلیٰ مرتبت رسول کی نسبت یہ کہنا کہ وہ معاذ اللہ راہِ حق سے بھٹکا ہوا' بے خبر یا گم کردہ راہ تھا کتنا بڑا ظلم ہے یہ سوء ادبی ہے اور حدِ ادب سے باہر ہونا ہلاکت ہے۔ جس کا اپنا یہ عالم ہو کہ وہ راہِ صواب سے بھٹکا ہوا ہو کس طرح دوسروں کو ہدایت کی دولت سے بہرہ ور کرسکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ **ضال** کا ایک معنی گمراہ بھی ہے لیکن اس کی نسبت ختمی مرتبت ﷺ کی طرف کرنے کا تصور بھی منافی ایمان ہے۔

امام صاوی' امام رازی' امام اصفہانی' علامہ خازن دیگر متعدد مفسرین اور علمائے لغت نے بھی **ضال** کا معنی کسی کے عشق ومحبت اور شوقِ ملاقات میں یوں خود رفتہ ہو جانا کہ اپنی بھی خبر نہ رہے' یہی بیان کیا ہے اور یہ معنی خود قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت وفرقت میں رو رو کر اپنی بینائی متاثر کر بیٹھے تھے ایک روز جب اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ مجھے اپنے بیٹے یوسف کی بوآ رہی ہے تو وہ کہنے لگے: ﴿قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ﴾ (یوسف/۹۵) خدا کی قسم آپ اپنی پرانی خود رفتگی میں ہیں۔ اس قرآن مثال کے ذریعے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ قرآن حکیم میں بھی یہ لفظ خود رفتگی اور استغراق محبت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

☆ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: **اشارة الی شغفه یوسف وشوق الیه** ضلال سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی یوسف علیہ السلام سے محبت اور اُن کا شوق مُراد ہے۔ امام راغب اصفہانی اس پر قرآن پاک سے تائید پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زلیخا کو طعنہ

دیتے ہوئے مصر کی عورتوں نے کہا تھا: ﴿**قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ**﴾ (یوسف/۳۰) اُس کی محبت نے اُسے دیوانہ کر دیا ہے (اس کا دل یوسف کی محبت سے لبریز ہے) ہم تو اُسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں (ہم اُسے اُس کی محبت اور شوق میں ہی ڈوبی ہوئی پاتی ہے)۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

☆ جب پانی دودھ میں ملا دیا جائے اور پانی پر دودھ کی رنگت وغیرہ غالب آ جائے تو عرب کہتے ہیں **ضل الماء فی اللبن** کہ پانی دودھ میں غائب ہوگیا۔ اس استعمال کے مطابق آیت کا معنی ہوگا **کنت مغمورا بین الکفار بمکة فقواك الله تعالیٰ حتی اظهرت دینه**' آپ مکہ میں کفار کے درمیان گھرے ہوئے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت عطا فرمائی اور آپ نے اس کے دین کو غالب کیا۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

☆ ایسا درخت جو کسی وسیع صحرا میں تنہا کھڑا ہو اور مسافر اس کے ذریعے اپنی منزل کا سراغ لگائیں۔ اس کو بھی عربی میں **الضال** کہتے ہیں **العرب تسمی الشجرة الفریدة فی الفلاة ضالة** اس مفہوم کے اعتبار سے آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جزیرۂ عرب ایک سنسان ریگستان تھا جس میں کوئی ایسا درخت نہ تھا جس پر ایمان اور عرفان کا پھل لگا ہوا ہو۔ صرف آپ کی ذات' جہالت کے اس صحرا میں ایک پھلدار درخت کی مانند تھی۔ پس ہم نے آپ کے ذریعہ سے مخلوق کو ہدایت بخشی۔ (کبیر)

فانت شجرة فریدة فی مغارة الجهل فوجدتك ضالا فهدیت بك الخلق

☆ ابوحیان کا قول ہے' اور ہم نے تمہاری قوم کو گمراہ پایا تو انہیں تمہارے ذریعہ ہدایت بخشی'۔ کبھی قوم کے سردار کو خطاب کیا جاتا ہے لیکن اصلی مخاطب قوم ہوتی ہے یہاں بھی یہی معنی ہے **ای وجد قومك ضالا فهداهم بك** اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو گمراہ پایا اور آپ کے ذریعہ سے اُن کو ہدایت بخشی۔ اے حبیب ! اگر کوئی گمراہ آپ کو تھام لے' آپ کے دامن سے وابستہ ہو جائے' آپ کی رسالت کا اقرار کرلے تو وہ ہدایت پائے گا۔

☆ حضرت جنید قدس سرہ' سے منقول ہے کہ **ضالا** کا معنی **متحیرا** یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن کریم کے بیان میں حیران پایا تو اس کے بیان کی تعلیم فرمادی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

☆ امام رازی کہتے ہیں کہ **الضلال بمعنی المحبة کما فی قوله تعالیٰ انك فی ضلالك القدیم** یعنی یہاں ضلال سے مراد محبت ہے جس طرح سورہ یوسف کی اس آیت میں ہے۔ مذکورہ آیت کا معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت میں وارفتہ پایا تو ایسی شریعت سے بہرہ ورفرمایا جس کے ذریعہ آپ اپنے محبوبِ حقیقی کا تقرب حاصل کرسکیں گے۔

علامہ پانی پتی نے اس قول کو بایں الفاظ بیان کیا ہے: **قال بعض الصوفیة معناه وجدك محبا عاشقا مفرطا فی الحب والعشق ...... فهداك ......الی وصل محبوبك حتی کنت قاب قوسین او ادنیٰ** یعنی بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی محبت اور اپنے عشق میں از حد بڑھا ہوا پایا تو آپ کو اپنے محبوب کے وصال کی طرف رہنمائی کی یہاں تک کہ آپ **قاب قوسین او ادنیٰ** کے مقام پر فائز ہوئے۔ (تفسیر ضیاء القرآن' علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ)

☆ علامہ آلوسی نے اس آیت کے ضمن میں یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ ایک بار حضور عہد طفولیت میں اپنے دادا جان سے الگ ہوکر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے بہت تلاش کیا لیکن آپ نہ ملے جس سے آپ کی بے چینی بہت بڑھ گئی اور غلاف کعبہ کو پکڑ کر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کرنی شروع کردی۔ حضور ﷺ کسی گھاٹی میں گھوم رہے تھے اسی اثنا میں ابوجہل اپنی اونٹنی پر سوار اپنے ریوڑ کو ہانک کر لا رہا تھا۔ اس نے جب حضور ﷺ کو دیکھا تو اپنی اونٹنی پر بٹھایا۔ اُتر کر حضور ﷺ کو جالیا اور اپنے پیچھے بٹھایا اور خود آگے بیٹھا اور اونٹنی کو اُٹھنے کا اشارہ کیا لیکن اونٹنی اُٹھنے کا نام ہی نہ لیتی۔ جب بڑی کوشش کے باوجود اُس نے جنبش نہ کی تو ابوجہل حیران رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی کو قوت گویائی بخشی اور اُس نے کہا **یا احمق هو الامام وکیف یکون خلف المقتدی** اے بے وقوف! یہ امام ہیں اور امام مقتدی کے پیچھے کھڑا نہیں ہوا کرتا۔ اُس نے ناچار آپ کو اُٹھا کر آگے بٹھایا تو اونٹنی فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ذریعے اپنی والدہ تک پہنچایا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے فرعون' ابوجہل کے ذریعے حضور ﷺ کو اپنے جدامجد تک پہنچایا۔

☆ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب تم

بچپن میں تھے اور حسین وجمیل تھے اور مکہ کے جوانوں میں معروف ومشہور تھے حلیمہ نے تمہیں دودھ پلایا تھا پھر وہ تمہارا دودھ چھڑا کر تمہیں تمہارے دادا عبدالمطلب کے پاس تمہیں واپس سپرد کرنے آئی تھی۔ (تفسیر الحسنات، علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ الہ علیہ)

☆ سعید بن مسیّب سے منقول ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے قافلہ میں ابو طالب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھے ایک شب جب کہ حضور ﷺ ناقہ (اونٹنی) پر سوار راہ منزل پر چل رہے تھے کہ ابلیس نے ناقہ کی مہار تھام کر قافلہ سے الگ دوسری راہ پر ڈال دیا تو جبرئیل علیہ السلام نے فی الفور حاضر ہوکر ابلیس پر ایسی پھونک ماری کہ وہ حبشہ میں جا گرا اور آپ (ﷺ) کو پھر قافلہ کے ساتھ ملا دیا۔ اسی طرح کی ایک روایت صغرسنی (بچپن) میں آپ کے گم ہونے کی ہے اور یہ روایت مرفوع ہے اور اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے امام رازی کا یہی قول ہے۔ (تفسیر الحسنات)

بے شک ضلال میں بے خبری کا معنی پایا جاتا ہے اور بے خبر ہونا ضلال کا تقاضا بھی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز سے بے خبری؟ کسی نے اس بے خبری کو راہ شریعت سے بے خبری پر محمول کیا ہے، کسی نے راہ ہدایت سے بے خبری پر اور کسی نے راہ حق سے عدم آگہی پر۔ لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اسے وفور محبت میں خود سے بے خبری پر محمول کیا۔ یعنی حضور ﷺ وفورِ محبت الٰہی میں اس قدر مستغرق تھے کہ آپ کو اپنی ذات تک کی خبر نہ تھی۔

تاریخی تناظر میں بھی یہی حق وصواب ہے کہ حضور ﷺ بعثت سے چالیس چالیس روز تک غار حرا کی تنہائیوں میں یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے چنانچہ ختمی مرتبت ﷺ کی عشق الٰہی میں استغراق ومحویت کی اسی کیفیت کو ترجمے کے قالب میں ڈھالتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے یہ ترجمہ فرمایا:

'اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی'

یعنی اے محبوب ﷺ جب تیری محبت ومحویت اس کمال تک پہنچ گئی کہ تجھے نہ اپنی خبر رہی نہ دُنیا و مافیہا کی یعنی جب تیرا استغراق وانہماک اپنے نقطہ عروج کو چھونے لگا تو **فھدیٰ** ہم نے تمام حجابات مرتفع کر دیئے، تمام پردے اُٹھا دیئے، تمام دُوریاں مٹا دیں۔ تمام فاصلے سمیٹ دیئے اور اپنی بارگاہ صمدیت میں مقام محبوبیت پر فائز کر دیا۔ اعلیٰ حضرت نے محبّ ومحبوب کے مابین چاہت ومحبت کے کیفیات اور کمال درجہ احوال ودلربائی کا لحاظ کرتے ہوئے اس انداز سے ترجمہ کیا کہ لغت وادب کے تقاضے بھی پورے ہو گئے اور بارگاہِ رسالتمابﷺ کے ادب کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے پایا۔

(۲۸) ﴿اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ﴾ (العادیات/۱۱)

'بیشک اُن کا رب اُس دن اُن کے حال سے پورا باخبر ہوگا' (غیر مقلد جوناگڑھی)

'بیشک اُن کا پروردگار اُن کے حال سے اُس روز پورا آگاہ ہوگا' (عبدالماجد دریابادی)

اس جیسے ترجمے امین احسن اصلاحی، ابوالاعلیٰ مودودی، غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری، غیر مقلد نذیر احمد، فتح محمد جالندھری کے ہیں۔ ان تمام افراد کے تراجم مستقبل کے تحت ہیں۔ یہ ترجمے دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اِس وقت اپنے بندوں کے حال سے باخبر نہیں ہے اُسے یہ آگاہی، قیامت کے روز حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے وقوف کے حوالہ سے کسی بھی آیت کا ترجمہ زمانہ مستقبل میں کرنا دراصل اس شبہ کا آئینہ دار ہوسکتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ کو پہلے کسی بات کا پتہ نہیں ہوتا بلکہ بعد میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ اختیار کرے تو اُسے اعتقادی گمراہی پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اسلامی عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی ہر بات کی ہر وقت خبر ہے۔

اب اہل سُنّت وجماعت کے ان تراجم کو ملاحظہ فرمائیں:

(☆) 'بے شک اُن کے رب کو اُس دن اُن کی سب خبر ہے' (کنزالایمان)

(☆) 'تو بیشک اُن کا رب انہیں اُس دن یقیناً بتا دینے والا ہے' (معارف القرآن)

الخبیر اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اس کے معنی خبر کو جاننے والا یا رکھنے والا یا خبر دینے والا کے ہیں۔ (تاج العروس)

اگر قرآن کریم کی یہ آیت ہوتی ﴿**والله بما تعملون خبیر**﴾ (البقرۃ/۲۷۱) تو یہ ترجمہ کافی تھا 'اور اللہ تمہارے کئے سے باخبر ہے'۔ مگر زیر بحث آیت میں **خبیر** کا معنی خبر دینے والا یا بتادینے والا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ یہاں ﴿**یَوۡمَئِذٍ**﴾ کی قید لگی ہوئی ہے۔ اس قید کی وجہ سے زمانہ حال میں کئے گئے تراجم کا حسن بھی غارت ہوگیا ہے۔ لفظ خبیر کے دو الگ الگ ترجمے' حضور محدث اعظم ہند کی قرآن فہمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یقیناً اس مقام پر یہ ترجمہ ہی صد فی صد دُرست ہے۔

(۲۹) ﴿**قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ**﴾ (الکٰفرون/۱)

'آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو' (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

'آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو' (غیر مقلد جوناگڑھی)

یہ ترجمہ ایسا ہے کہ نہ تو اللہ رب العزت کی حضور نبی کریم ﷺ پر برتری ظاہر ہوتی ہے اور نہ حضور ﷺ کے مخاطبین پر حضور ﷺ کی عظمت واضح ہوتی ہے غالبًا تھانوی جی اور جوناگڑھی دونوں نے غور نہیں کیا کہ کلام الٰہی کا ترجمہ کرنا اور ہے اور عربی کلمات کو اُردو کا رُوپ دے دینا اور ہے۔ المختصر صرف تبدیلی زبان اور ہے اور ترجمہ قرآن اور ہے۔

اب ان ترجموں کو آنکھوں سے لگائیں' دِل میں بسائیں جس میں صرف زبان کو تبدیل نہیں کیا گیا ہے بلکہ صحیح معنوں میں منشاء خداوندی کے مطابق قرآن کی تفسیر' تفہیم اور ترجمانی کی گئی ہے :

(☆) 'تم فرماؤ اے کافرو' (کنزالایمان)

(☆) 'کہہ دو کہ اے کافرو' (معارف القرآن)

++++ ☆☆☆ +++++